السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک لڑکی کا نکاح 1927 میں حسب ذیل شرائط پر ہوا۔ شرائط سرکاری اسٹامپ پر تحریر کی گئیں جس کا مضمون یہ ہے:

ہمکہ چراغ دین والد محمد ابراہیم سکنہ مہدی پور تحصیل وضلع لاہور کا ہوں۔ بقائمی ہوش وحواس میں اس نابالغ بھتیجے محمد حسین ولد صدر دین کا نکاح میاں عبداللہ والد محمد دین کی نابالغ لڑکی کے ساتھ مندرجہ ذیل شرائط پر کرنا چاہتا ہوں:

1۔ لڑکا بالغ ہونے کے بعد مذہب اسلام پر قائم رہے مثلا: توحید رسالت نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ کا پابند رہے۔ مذہب اسلام چھوڑ کر کوئی غیر مذہب اختیار نہ کرے۔ جیسے آج کل مختلف فرقہ جات نکل رہے ہیں۔

2۔ آج کل کی رسومات شرکیہ کا پابند نہ ہو۔

3۔ اپنی منکوحہ مذکورہ کو بدون عذر شرعی کوئی تکلیف نہ دے۔

4۔ اپنا ملک چھوڑ کر غیر ملک میں نہ چلا جائے۔

5۔ اپنے سسرال کے گھر یعنی اپنی منکوحہ کے باپ کے یہاں آٹھ سال تک رہے تاکہ شریعت کا پابند ہوجائے اور علم وہنر اور اپنا کسب سیکھے۔

اگر یہ لڑکا بعد بلوغت ان شرائط کو پورا نہ کرے گا اور لڑکی کے باب کے گھر تاریخ نکاح سے آٹھ سال تک نہ رہے تو لڑکی فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہوگا جس میں ہمارا کوئی عذر نہیں ہوگا اور کسی قسم کا تنازعہ کیا جائے گا۔

عرض یہ ہے کہ نکاح ہوگیا لیکن بعد میں لڑکا آٹھ سال تک لڑکی کے باپ کے گھر نہیں رہا۔ ہاں اپنا ملک چھوڑ کسی اور ملک نہیں گیا اور نہ مذہب اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کیا ہے لیکن رسومات کفریہ میں شامل ہوتا ہے احکام اسلام کا پابند نہیں ہے۔ اور قبروں ومزارات پر بھی جاتا ہے۔ اور لڑکی اسلام کی پابند ہے اس لئے آپس میں اتفاق نہیں رہتا تھا اس لئے بعد میں لڑکی کے باپ نے کسی عالم سے نکاح فسخ کرا کے دوسری جگہ نکاح کردیا ہے۔ شرطیں پوری نہ کرنے والوں سے کہا گیا کہ طلاق دیدو لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم طلاق نہیں دیں گے اور تنازعہ بھی کرتے ہیں۔

1۔ اب سوال یہ ہے کہ لڑکے نابالغی کی حالت میں باپ اور چچا نے نکاح کرنے کی وقت جو شرطیں لکھی ہیں ان کا پورا کرنا لڑکے کے ذمہ لازم ہے؟

2۔ کیا ان کے پورا نہ کرنے سے لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہوا؟

3۔ اور کیا لڑکی کے باپ نے نکاح فسخ کرا کے جو دوسرا نکاح کررہا ہے یہ نکاح صحیح ہوا؟

جواب میں عبارات کتب فقہیہ بھی تحریر فرمائی جائے تاکہ فریقین کی تسلی ہوجائے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس تحریر سے معلوم ہورہا ہے کہ نابالغہ لڑکی مذکورہ کا نکاح صرف چچا کا پڑھوایا ہو نہیں بلکہ لڑکی مذکورہ باپ بھی نکاح پڑھوانے میں شریک تھا۔

توباپ کا نکاح پڑھوایا باپ کی اجازت سے پڑھوایا ہوانکاح صحیح لازم ہوجاتا ہے تو اس نکاح کو لڑکی مذکورہ بوجہ خیار بلوغ کے فسخ نہیں کرواسکتی اور یہ شرائط مذکورہ شرائط فاسدہ ہیں ان کی خلاف ورزی کرنے سے لڑکی کو نکاح کے فسخ نہیں کرانے کا۔ فقط واللہ اعلم۔ مکتوب

صورت مذکورہ میں واضح ہوکہ جو شرطیں نکاح کے وقت لگائی گئی تھیں ان کا اپنانا محمد حسین کے ذمہ لازم تھا حدیث میں ہے: المسلمون عند شروطھم جب ان شرائط کا اپنا محمد حسین کی طرف سے نہ ہوا تو حسب اقرار محمد حسین وچراغ دین مسماۃ کو فسخ نکاح کا شرعا حق حاصل ہے۔ مفتی صاحب مذکور کا یہ لکھنا کہ یہ شرائط فاسدہ ہیں باعث تعجب ہے احکام اسلامیہ کی پابندی کی شرطیں کس طرح فاسد ہوں گی مسماۃ کو چاہیئے تھا کہ فسخ کی اجازت حکومت وقت سے حاصل کرلیتی تاکہ کوئی شر باقی نہ رہتا۔ واللہ اعلم۔ مکتوب

صورت مسؤلہ میں واضح ہوکہ جو شرطیں نکاح کے وقت چراغ دین اور صدردین اور اس کے بیٹے محمد حسین کی طرف سے منظور کی گئی تھیں ان کا پورا کرنا محمد حسین کے ذمہ لازم اور ضروری تھا حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں: المسلمون عند شروطھم (ترمذی) اور فرماتے ہیں: إن أحق أن الشروط أن یوفی به ما استحلتم به الفروج (بخاری) حضرت عمر فرماتے الشروط عن مقاطع الحقوق (بخاري) جب محمد حسین کی طرف سے اولا یہ شرطیں پوری نہ کی

گئیں توچراغ دین وصدور دین کے اقرار کے مطابق مسماۃ مذکورہ کونکاح کے فسخ کرانے کااختیار شرعاحاصل ہے ۔ فسخ نکاح کےلئے مسلمان قاضی (جج) کی عدالت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اوراگر مسلم قاضی نہ ہو تو سر براوردہ دین دار مسلمانوں کی جماعت کے سامنے معاملہ پش کرکے فسخ نکاح کی اجازت لینی چاہیئے ۔ ہر کسی وناکسی کویہ حق حاصل نہیں ہے ۔

واضح ہوکہ شوہر محمد حسین عدالتی کاروائی کرکے لڑکی اوراس کے والد کوپریشان کرسکتا ہے کیوں کہ وجوہ قانون کی روسے فسخ نکاح اجازت صورت مسؤلہ میں حاصل نہیں ہے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب النکاح

صفحہ نمبر 200

محدث فتویٰ